OPEN ACCESS

Kashf Journal of Multidisciplinary Research
Vol: 02 - Issue 10 (2025)
P-ISSN: 3007-1992 E-ISSN: 3007-200X
https://kjmr.com.pk

ڈیجیٹل عہد میں اردو نثری نظم کی ادبی حیثیت: روایتی ادبی اداروں سے سوشل میڈیا تک ایک تحقیقی مطالعہ

DIGITAL AGE AND THE LITERARY STATUS OF THE URDU PROSE POEM: A RESEARCH STUDY FROM TRADITIONAL LITERARY INSTITUTIONS TO SOCIAL MEDIA

1-بشریٰ جلیل, 2-ڈاکٹر شیراز فضل داد

1-پی ایچ ڈی اسکالر، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

2-اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

DOI: https://doi.org/10.71146/kjmr650

Article Info

This article is an open access article distributed under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC BY) license https://creativecommons.org/licenses/by/4.0

Abstract

This study examines the literary status of the contemporary Urdu prose poem in the context of the digital age. Traditionally, debates on the Urdu prose poem revolved around its poetic legitimacy, formal structure, and aesthetic validity. However, this article argues that in the twenty-first century these debates have largely shifted from questions of legitimacy to questions of literary acceptance, creative productivity, and contemporary relevance. The study explores this transformation by analyzing literary journals, literary circles, prominent poets, online literary platforms, social media communities, and the creative practices of the younger generation of poets.

The research adopts a qualitative and analytical approach based on textual analysis as well as the examination of contemporary literary institutions and digital literary spaces. It argues that while traditional literary institutions continue to play an important role in shaping literary discourse, the emergence of digital platforms has fundamentally altered the mechanisms of literary production, publication, reception, and criticism. Facebook literary groups, online journals, digital archives, and literary websites have significantly expanded the readership and creative reach of Urdu prose poetry.

The findings suggest that contemporary Urdu prose poetry has moved beyond the stage of defending its literary legitimacy and has established itself as a recognized and evolving literary genre. Its thematic diversity—including existential anxiety, identity, memory, migration, urban life, psychological experience, feminine consciousness, and digital existence—along with its distinctive aesthetic features, demonstrates its ability to represent the complexities of modern human experience.

The originality of this study lies in its argument that the literary status of the Urdu prose poem should no longer be evaluated solely through traditional literary institutions but also through the changing dynamics of digital literary culture. The study concludes that digital literary spaces have become an essential factor in understanding the contemporary evolution, reception, and literary significance of Urdu prose poetry.

Keywords: *Urdu Prose Poetry, Contemporary Urdu Literature, Literary Status, Digital Literature, Social Media, Literary Acceptance, Contemporary Poetry, Digital Humanities.*

خلاصہ

زیرِ نظر تحقیقی مقالہ ڈیجیٹل عہد کے تناظر میں معاصر اردو نثری نظم کی ادبی حیثیت کا جائزہ لیتا ہے۔اردو نثری نظم کے بارے میں طویل عرصے تک اس کی شعری حیثیت، ہیئت، جمالیات اور فنی جواز کے حوالے سے بحث ہوتی رہی، تاہم یہ تحقیق اس مؤقف کو پیش کرتی ہے کہ اکیسویں صدی میں یہ مباحث بڑی حد تک اپنی سابقہ نوعیت کھو چکے ہیں اور اب گفتگو کا مرکز نثری نظم کی ادبی قبولیت، تخلیقی فعالیت اور معاصر معنویت بن چکا ہے۔اس مقصد کے لیے ادبی جرائد، حلقہ ہائے اربابِ ذوق، ممتاز شعرا، آن لائن ادبی پلیٹ فارموں، سوشل میڈیا گروہوں اور نئی نسل کے تخلیقی رجحانات کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔

اس تحقیق میں معیاری (Qualitative) اور تجزیاتی (Analytical) طریقۂ تحقیق اختیار کیا گیا ہے، جس کی بنیاد متنی تجزیے، معاصر ادبی اداروں کے مطالعے اور ڈیجیٹل ادبی فضا کے مشاہدے پر ہے۔ تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ اگرچہ روایتی ادبی ادارے اب بھی ادبی مکالمے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، تاہم ڈیجیٹل ذرائع ابلاغ نے تخلیق، اشاعت، تنقید اور ادبی قبولیت کے روایتی تصورات کو نمایاں طور پر تبدیل کر دیا ہے۔ فیس بک کے ادبی گروہوں، آن لائن جرائد، ڈیجیٹل آرکائیوز اور ادبی ویب سائٹس نے اردو نثری نظم کے تخلیقی دائرے اور قارئین کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ کیا ہے۔

تحقیق کے نتائج سے معلوم ہوتا ہے کہ معاصر اردو نثری نظم اب اپنے جواز کے دفاع کے مرحلے سے آگے بڑھ کر ایک تسلیم شدہ، فعال اور ارتقاپذیر شعری صنف کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ وجودی اضطراب، شناخت، یاد، ہجرت، شہری زندگی، نفسیاتی تجربات، نسائی شعور اور ڈیجیٹل عہد جیسے موضوعات، نیز علامتی اظہار، معنوی تکثیف اور داخلی موسیقیت جیسی جمالیاتی خصوصیات، اس صنف کو جدید انسانی تجربے کی مؤثر ترجمان بناتی ہیں۔

اس تحقیق کی انفرادیت اس امر میں مضمر ہے کہ اس میں اردو نثری نظم کی ادبی حیثیت کا تعین صرف روایتی ادبی اداروں کی بنیاد پر نہیں کیا گیا بلکہ ڈیجیٹل ادبی ثقافت اور نئے اشاعتی نظام کو بھی بنیادی تحقیقی اشاریے کے طور پر شامل کیا گیا ہے۔ یہی زاویۂ نظر اس مقالے کو سابقہ مطالعات سے ممتاز کرتا ہے اور معاصر اردو نثری نظم کی تفہیم کے لیے ایک نئی علمی جہت فراہم کرتا ہے۔

کلیدی الفاظ :اردو نثری نظم، معاصر اردو ادب، ادبی حیثیت، ڈیجیٹل ادب، سوشل میڈیا، ادبی قبولیت، معاصر شاعری، ڈیجیٹل ہیومینٹیز

طریقۂ تحقیق(Research Methodology)

زیرِ نظر تحقیق معیاری (Qualitative) نوعیت کی حامل ہے، جس میں تجزیاتی(Analytical) ، توضیحی (Descriptive) اور متنی (Textual Analysis)طریقۂ کار اختیار کیا گیا ہے۔ اس تحقیق کا بنیادی مقصد معاصر اردو نثری نظم کی ادبی حیثیت کا تعین کرنا ہے، اس لیے مطالعے کو محض نظری مباحث تک محدود نہیں رکھا گیا بلکہ معاصر ادبی صورتِ حال کے مختلف مظاہر کو یکجا کر کے ان کا تنقیدی اور تقابلی تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

تحقیق کے لیے بنیادی (Primary) اور ثانوی (Secondary) دونوں نوعیت کے مآخذ سے استفادہ کیا گیا ہے۔ بنیادی مآخذ میں معاصر اردو نثری نظموں

کے متون، ممتاز شعرا کے شعری مجموعے، ادبی جرائد، خصوصی شمارے اور منتخب تنقیدی مضامین شامل ہیں، جبکہ ثانوی مآخذ میں نثری نظم سے متعلق تحقیقی کتب، تنقیدی تصانیف، جامعات میں پیش کیے گئے ایم فل اور پی ایچ ڈی کے تحقیقی مقالات، نیز دیگر متعلقہ علمی مطالعات سے مدد لی گئی ہے۔

اس تحقیق کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں روایتی ادبی مآخذ کے ساتھ ساتھ معاصر ڈیجیٹل ادبی ذرائع کو بھی تحقیقی مواد کا باقاعدہ حصہ بنایا گیا ہے۔ اس مقصد کے لیے فیس بک کے ادبی گروہوں، آن لائن ادبی جرائد، ادبی ویب سائٹس، ریختہ، اردو محفل، اردو پوائنٹ اور دیگر ڈیجیٹل پلیٹ فارموں پر دستیاب مواد کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا، تاکہ یہ واضح کیا جا سکے کہ ڈیجیٹل عہد نے اردو نثری نظم کی تخلیق، اشاعت، تنقید اور ادبی قبولیت کو کس حد تک متاثر کیا ہے۔ اس طرح تحقیق کو صرف روایتی ادبی اداروں تک محدود رکھنے کے بجائے معاصر ادبی فضا کے وسیع تر تناظر میں دیکھا گیا ہے۔

معاصر اردو نثری نظم کی ادبی حیثیت کے تعین کے لیے متعدد تحقیقی اشاریوں (Indicators) کو بنیاد بنایا گیا ہے، جن میں ادبی جرائد میں نثری نظم کی اشاعت، حلقہ ہائے اربابِ ذوق میں اس کی نمائندگی، ممتاز شعرا کی تخلیقی وابستگی، نئی نسل کے شعرا کے رجحانات، موضوعاتی اور جمالیاتی ارتقا، نیز سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل ذرائع ابلاغ کا کردار شامل ہے۔ ان تمام عوامل کا تقابلی اور تنقیدی مطالعہ اس تحقیق کے بنیادی استدلال کی تشکیل کرتا ہے۔

چونکہ اس تحقیق کا مقصد کسی نظری مفروضے کو ثابت کرنا نہیں بلکہ معاصر ادبی صورتِ حال کا معروضی تجزیہ پیش کرنا ہے، اس لیے اس میں بیانیہ (Narrative)، تقابلی (Comparative) اور استنباطی (Interpretive) اسالیب سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ مختلف مآخذ سے حاصل ہونے والے شواہد کو باہم مربوط کر کے ان سے نتائج اخذ کیے گئے ہیں، تاکہ معاصر اردو نثری نظم کی ادبی حیثیت کا ایک متوازن، مستند اور قابلِ اعتماد تصور سامنے آ سکے۔

اس طریقۂ تحقیق کی روشنی میں یہ مقالہ اس بنیادی مفروضے کا جائزہ لیتا ہے کہ اکیسویں صدی کے ڈیجیٹل ماحول میں اردو نثری نظم کی ادبی حیثیت کا تعین صرف روایتی تنقیدی مباحث یا مطبوعہ ادبی اداروں کی بنیاد پر نہیں کیا جا سکتا، بلکہ اس کے لیے ادبی قبولیت، تخلیقی سرگرمی، اشاعتی نظام اور ڈیجیٹل ادبی ثقافت (Digital Literary Culture) کو بھی یکساں اہمیت دینا ناگزیر ہے۔

تعارف

اردو نثری نظم گزشتہ تقریباً ایک صدی سے اردو تنقید کے اہم ترین مباحث میں شمار ہوتی رہی ہے۔ ابتدا میں اس کے جواز، شعری حیثیت اور فنی شناخت کے حوالے سے شدید اختلافِ رائے پایا جاتا تھا، اور یہ سوال مسلسل زیرِ بحث رہا کہ آیا نثری نظم کو ایک مستقل صنفِ سخن تسلیم کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ اس موضوع پر متعدد شعرا اور ناقدین نے اپنے اپنے زاویۂ نظر سے اظہارِ خیال کیا، جس کے نتیجے میں اردو تنقید میں ایک قابلِ قدر علمی سرمایہ وجود میں آیا۔ تاہم ان مباحث کا زیادہ تر حصہ نثری نظم کے نظری جواز اور شعری ماہیت تک محدود رہا، جبکہ معاصر عہد میں اس کی عملی ادبی حیثیت، تخلیقی ارتقا اور فروغ کے نئے ذرائع نسبتاً کم توجہ حاصل کر سکے۔

اکیسویں صدی کے دوسرے عشرے تک پہنچتے پہنچتے اردو کے ادبی منظر نامے میں ایک بنیادی تبدیلی رونما ہوئی۔ ادبی تخلیق، اشاعت اور ابلاغ کا وہ روایتی نظام، جو طویل عرصے تک ادبی جرائد، اشاعتی اداروں اور ادبی حلقوں کے گرد استوار تھا، بتدریج ڈیجیٹل ذرائع ابلاغ کی طرف منتقل ہونے لگا۔ فیس بک، آن لائن ادبی جرائد،

ادبی ویب سائٹس، فورمز اور ڈیجیٹل آرکائیوز نے نہ صرف اشاعت کے نئے امکانات پیدا کیے بلکہ تخلیق کار، قاری اور ناقد کے باہمی تعلق کی نوعیت کو بھی تبدیل کر دیا۔اس تبدیلی سے اردو نثری نظم نے خصوصاً زیادہ فائدہ اٹھایا، کیونکہ اس کی آزاد ساخت، مختصر ہیئت، علامتی اظہار اور شخصی لہجہ ڈیجیٹل ماحول کی تیز رفتار ابلاغی فضا سے غیر معمولی مناسبت رکھتے تھے۔

ڈیجیٹل ادبی فضا کے فروغ نے نثری نظم کی اشاعت، ترسیل اور قبولیت کے روایتی تصورات کو بھی نئی جہت عطا کی۔ سوشل میڈیا کے ادبی گروہوں، آن لائن جرائد اور برقی ادبی ذخائر نے نہ صرف نئے تخلیق کاروں کو اظہار کا مؤثر وسیلہ فراہم کیا بلکہ قارئین کی ایک نئی نسل کو بھی نثری نظم سے وابستہ کیا۔اس طرح نثری نظم کی تخلیقی سرگرمی بڑی حد تک ان ادبی میدانوں میں منتقل ہونے لگی جو روایتی ادبی اداروں سے باہر وجود میں آئے تھے۔اس تبدیلی نے معاصر اردو نثری نظم کی ادبی حیثیت کے تعین کے لیے نئے تحقیقی سوالات کو جنم دیا۔

زیرِ نظر مقالہ اسی بنیادی تبدیلی کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے۔اس کا مرکزی استدلال یہ ہے کہ معاصر اردو نثری نظم کی ادبی حیثیت کا تعین اب صرف روایتی ادبی اداروں کی بنیاد پر نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ اس کی تخلیقی فعالیت، ادبی قبولیت اور اشاعتی وسعت کا ایک بڑا حصہ ڈیجیٹل ادبی فضا میں منتقل ہو چکا ہے۔اس مقصد کے لیے ادبی جرائد، حلقہ ہائے اربابِ ذوق، ممتاز شعرا، سوشل میڈیا، آن لائن ادبی پلیٹ فارموں، ڈیجیٹل ادبی ذخائر اور نئی نسل کے شعرا کے تخلیقی رجحانات کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے، تاکہ یہ واضح کیا جا سکے کہ ڈیجیٹل عہد نے اردو نثری نظم کی ادبی حیثیت، اشاعتی نظام اور تخلیقی ارتقا کو کس نوعیت سے متاثر کیا ہے۔

سابقہ تحقیقات کا جائزہ(Literature Review)

اردو نثری نظم پر گزشتہ چند دہائیوں کے دوران قابلِ ذکر تحقیقی اور تنقیدی مطالعات سامنے آئے ہیں، جنہوں نے اس صنف کی تاریخی، فنی، جمالیاتی اور نظری جہات کو مختلف زاویوں سے واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ خصوصاً بیسویں صدی کے دوسرے نصف میں، جب نثری نظم اردو ادب میں ایک نمایاں تخلیقی رجحان کے طور پر ابھرنے لگی، تو اس کے حق اور مخالفت میں لکھی جانے والی تنقیدی تحریروں نے اسے اردو تنقید کے اہم مباحث میں شامل کر دیا۔ بعد ازاں مختلف جامعات میں ایم فل اور پی ایچ ڈی سطح پر متعدد تحقیقی مقالات تحریر ہوئے، جنہوں نے نثری نظم کے نظری، فنی اور جمالیاتی مباحث کو مزید منظم انداز میں پیش کیا۔

ان مطالعات کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اردو نثری نظم پر ہونے والی تحقیق بنیادی طور پر تین اہم دائروں میں تقسیم کی جا سکتی ہے۔ پہلا دائرہ نثری نظم کے تاریخی ارتقا سے متعلق ہے، جس میں اس کے مغربی پس منظر، فرانسیسی نثری نظم، بودلیئر کے اثرات، اردو میں اس کی آمد اور ابتدائی تجربات کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ دوسرا دائرہ اس کی شعری حیثیت اور فنی جواز سے متعلق ہے، جہاں بنیادی سوال یہ رہا ہے کہ آیا نثری نظم کو ایک مستقل شعری صنف تسلیم کیا جا سکتا ہے یا نہیں، اور اگر کیا جا سکتا ہے تو اس کی شعریت کن عناصر سے تشکیل پاتی ہے۔ تیسرا دائرہ اس کے اسلوب، علامتی نظام، زبان، جمالیات اور موضوعاتی تنوع کے مطالعے سے متعلق ہے، جس میں مختلف شعرا کی نثری نظموں کا تنقیدی اور فنی تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

اردو تنقید میں نثری نظم کے حوالے سے دو بنیادی رجحانات نمایاں طور پر سامنے آتے ہیں۔ ایک رجحان ان ناقدین کا ہے جو شاعری کی اساس عروضی نظام کو قرار دیتے

ہیں،اس لیے ان کے نزدیک وزن اور بحر سے انحراف نظم کی شعری شناخت کو مشکوک بنا دیتا ہے۔اس کے برعکس دوسرا رجحان ان ناقدین اور شعرا کا ہے جو شعریت کو صرف عروض کا نتیجہ نہیں سمجھتے بلکہ زبان کی داخلی موسیقیت، علامتی ساخت، تخلیقی تنظیم، معنوی تکثیف اور جمالیاتی تاثیر کو بھی شعری تجربے کے بنیادی عناصر قرار دیتے ہیں۔ گزشتہ نصف صدی کے دوران معاصر تنقیدی مطالعات میں یہی دوسرا نقطۂ نظر بتدریج زیادہ مضبوط اور قابلِ قبول ہوتا دکھائی دیتا ہے۔

حالیہ تحقیقی کاموں میں بھی عمومی رجحان یہی نظر آتا ہے کہ نثری نظم کی شعری حیثیت کو ایک تسلیم شدہ حقیقت مانتے ہوئے اس کے فنی امکانات، جمالیاتی ساخت اور موضوعاتی وسعت پر زیادہ توجہ دی جائے۔ چنانچہ وجودی فکر، علامت نگاری، نسائی شعور، مابعد جدید رجحانات، لسانی تشکیل اور جمالیاتی تنوع جیسے موضوعات اب معاصر تنقیدی مباحث کا حصہ بن چکے ہیں۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ نثری نظم اپنی صنفی شناخت کے ابتدائی بحران سے بڑی حد تک گزر چکی ہے اور تنقیدی توجہ اس کے وجود سے زیادہ اس کی تخلیقی کامیابیوں کی طرف منتقل ہو چکی ہے۔ نصیر احمد ناصر لکھتے ہیں:

> "میرے خیال میں نثری نظم اس وقت سرزد ہوتی ہے جب تخلیقی اداسی اور آگہی انسانی بس سے باہر ہو کر وجود کی حدیں پار کرنے لگتی ہے۔۱"

تاہم دستیاب تحقیقی ادب (Literature) کا تنقیدی جائزہ ایک اہم تحقیقی خلا (Research Gap) کی بھی نشاندہی کرتا ہے۔اب تک کی بیشتر تحقیقات نثری نظم کا مطالعہ روایتی ادبی تناظر میں کرتی ہیں، جہاں بنیادی توجہ ادبی جرائد، مطبوعہ شعری مجموعوں، معروف شعرا اور نظری مباحث تک محدود رہتی ہے۔ اکیسویں صدی میں رونما ہونے والی ڈیجیٹل تبدیلی، سوشل میڈیا کے فروغ، آن لائن ادبی پلیٹ فارموں اور برقی ادبی ذخائر کے اثرات کو نثری نظم کی ادبی حیثیت کے تعین میں مرکزی تحقیقی مسئلے کے طور پر نہیں برتا گیا۔ اگرچہ بعض مطالعات میں ان ذرائع کا ضمنی ذکر ضرور ملتا ہے، لیکن ان کی ادبی اہمیت کا منظم اور جامع تجزیہ سامنے نہیں آتا۔

اسی طرح نئی نسل کے شعرا، فیس بک کے ادبی گروہوں، آن لائن ادبی فورمز، ریختہ، اردو محفل، اردو پوائنٹ اور دیگر ڈیجیٹل ادبی پلیٹ فارموں نے گزشتہ ڈیڑھ دہائی کے دوران اردو نثری نظم کی تخلیق، اشاعت، تنقید اور ادبی قبولیت میں جو بنیادی کردار ادا کیا ہے، اس کا بھی کوئی جامع تحقیقی مطالعہ ابھی تک سامنے نہیں آیا۔ حالانکہ ان ذرائع نے نہ صرف اشاعت کے روایتی نظام کو متاثر کیا بلکہ ادبی مکالمے، تخلیقی روابط، قاری کی شرکت اور ادبی اختیار (Literary Authority) کے تصورات کو بھی نئی جہت عطا کی ہے۔

اسی تحقیقی خلا کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے زیرِ نظر مقالہ معاصر اردو نثری نظم کا مطالعہ ایک نئے زاویۂ نظر سے پیش کرتا ہے۔ اس تحقیق میں نثری نظم کی ادبی حیثیت کا تعین صرف روایتی ادبی اداروں کی بنیاد پر نہیں کیا گیا بلکہ ڈیجیٹل عہد میں تشکیل پانے والی نئی ادبی فضا کو بھی تجزیے کا بنیادی حصہ بنایا گیا ہے۔ اس اعتبار سے یہ تحقیق سابقہ مطالعات میں ایک نئی جہت کا اضافہ کرتی ہے اور یہ استدلال پیش کرتی ہے کہ اکیسویں صدی میں اردو نثری نظم کی ادبی حیثیت کو سمجھنے کے لیے اشاعت، ادبی قبولیت، تخلیقی سرگرمی اور ادبی اختیار کے بدلتے ہوئے مراکز کو یکجا طور پر پیشِ نظر رکھنا ناگزیر ہے۔

اردو نثری نظم اور ادبی قبولیت کا تصور

کسی بھی ادبی صنف کی حیثیت کا تعین محض اس کی نظری تعریف یا فنی ساخت کی بنیاد پر نہیں ہوتا بلکہ اس امر سے بھی وابستہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے عہد کے ادبی نظام میں کس حد تک قبولیت حاصل کرتی ہے۔ادبی قبولیت (Literary Acceptance) ایک تدریجی اور ارتقائی عمل ہے، جس میں تخلیقی اظہار، ادبی تنقید، اشاعت، ادبی اداروں کی سرپرستی، ممتاز تخلیق کاروں کی وابستگی، تحقیقی مطالعے اور قارئین کے ردِّ عمل جیسے متعدد عوامل باہم مل کر کسی صنف کے ادبی مقام کا تعین کرتے ہیں۔اسی لیے ادبی تاریخ میں متعدد ایسی اصناف کی مثالیں ملتی ہیں جنہیں ابتدا میں شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا، لیکن وقت کے ساتھ وہ ادبی روایت کا مستقل اور تسلیم شدہ حصہ بن گئیں۔

اردو نثری نظم کی تاریخ بھی اسی نوع کے ارتقائی عمل کی آئینہ دار ہے۔بیسویں صدی میں جب نثری نظم نے اپنی ابتدائی صورت اختیار کی تو اس کے جواز، شعری حیثیت اور فنی شناخت کے حوالے سے شدید اختلافات سامنے آئے۔بعض ناقدین نے اسے اردو شاعری کے فطری ارتقا کی ایک ناگزیر منزل قرار دیا، جبکہ دوسرے حلقوں نے اسے شعری روایت سے انحراف تصور کیا۔چنانچہ نثری نظم کی ابتدائی تاریخ، تخلیقی سرگرمی کے ساتھ ساتھ، نظریاتی مباحث اور تنقیدی کشمکش کی تاریخ بھی دکھائی دیتی ہے۔اس رویے پر انیس ناگی شاکی دکھائی دیتے ہیں۔ان کے مطابق:

> ''اب جب کہ ایک نئے اسلوب شعر یعنی نئی شاعری کی تشکیل کے پندرہ سال بعد جب نئے شعرا نثری نظم کی تصوراتی تشکیل کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں تو کیا یہ ضروری ہے کہ بلا وجہ کے اشتعال کا اظہار کیا جائے۔۲''

تاہم ادبی اصناف کی تاریخ یہ بھی ظاہر کرتی ہے کہ کسی صنف کی بقا اور استحکام کا فیصلہ محض نظری مباحث نہیں کرتے بلکہ اس کی مسلسل تخلیقی فعالیت کرتی ہے۔اگر کوئی صنف معیاری تخلیقات پیدا کرتی رہے، نئے تخلیق کاروں کو اپنی طرف متوجہ کرے، تنقیدی توجہ حاصل کرے اور قارئین کے لیے اظہار کا مؤثر وسیلہ بن جائے تو اس کی ادبی قبولیت بتدریج مستحکم ہوتی چلی جاتی ہے۔اس کے برعکس اگر کوئی صنف صرف نظری مباحث تک محدود رہے اور تخلیقی سطح پر اپنی فعالیت برقرار نہ رکھ سکے تو اس کی ادبی اہمیت رفتہ رفتہ کم ہوتی جاتی ہے۔اس اعتبار سے معاصر اردو نثری نظم کی صورتِ حال اس کے ابتدائی دور سے نمایاں طور پر مختلف دکھائی دیتی ہے۔نثری نظم کے بارے میں قاسم یعقوب لکھتے ہیں:

> ''نثری نظم میں خیال کو linear form میں پیش کرنے کے بجائے deep structure یا ساخت کی زیریں سطح میں پیش کیا جاتا ہے۔۔۔یہ نظم کی جدید شکل ہے جسے ابھی پوری طرح قبول نہیں کیا گیا۔۳''

روایتی ادبی تناظر میں کسی صنف کی قبولیت کا اندازہ عموماً چند بنیادی اشاریوں سے لگایا جاتا رہا ہے، جن میں معتبر ادبی جرائد میں اشاعت، ممتاز شعرا کی تخلیقی وابستگی، ادبی حلقوں میں اس پر ہونے والی تنقید، تحقیقی و تنقیدی مطالعات، جامعاتی تحقیق اور ادبی تاریخ میں اس کی نمائندگی شامل ہیں۔طویل عرصے تک یہی عوامل کسی بھی نئی ادبی صنف کی قبولیت اور ادبی حیثیت کے بنیادی پیمانے سمجھے جاتے رہے۔اردو نثری نظم کے سلسلے میں بھی اس کی ادبی حیثیت کا تعین زیادہ تر انہی اشاریوں کی روشنی

میں کیا جاتا رہا۔

تاہم اکیسویں صدی کے آغاز کے بعد ادبی ابلاغ کے ذرائع میں رونما ہونے والی بنیادی تبدیلیوں نے ادبی قبولیت کے ان روایتی پیمانوں کو بھی نئی صورت عطا کی ہے۔ ڈیجیٹل میڈیا، آن لائن اشاعت، سوشل میڈیا، ادبی ویب سائٹس، برقی آرکائیوز اور آن لائن ادبی برادریوں نے تخلیق، اشاعت، تنقید اور قاری کی شرکت کے روایتی ڈھانچے کو نمایاں طور پر تبدیل کر دیا ہے۔ اب ادبی تخلیق کی رسائی صرف مطبوعہ جرائد یا ادبی انجمنوں تک محدود نہیں رہی بلکہ وہ براہِ راست ہزاروں بلکہ لاکھوں قارئین تک پہنچنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اس تبدیلی نے نہ صرف ادبی اظہار کے امکانات کو وسیع کیا بلکہ ادبی قبولیت کے عمل کو بھی زیادہ متحرک، کثیر الجہتی اور جمہوری (Democratic) بنا دیا۔

اسی تناظر میں معاصر ادبی تنقید کے سامنے ایک بنیادی سوال ابھرتا ہے کہ جب ادبی قبولیت کے ذرائع اور پیمانے خود تبدیل ہو چکے ہیں تو کیا کسی ادبی صنف کی موجودہ حیثیت کا تعین صرف روایتی ادبی اداروں کی بنیاد پر کیا جا سکتا ہے؟ زیرِ نظر تحقیق کا بنیادی مقدمہ یہی ہے کہ معاصر اردو نثری نظم کی ادبی حیثیت کو سمجھنے کے لیے روایتی ادبی اداروں کے ساتھ ساتھ ڈیجیٹل ادبی فضا کا مطالعہ بھی ناگزیر ہے، کیونکہ گزشتہ ڈیڑھ دہائی کے دوران اس صنف کی تخلیقی نمو، اشاعتی وسعت، تنقیدی مکالمہ اور عوامی رسائی کا ایک بڑا حصہ اسی نئے ادبی ماحول میں تشکیل پایا ہے۔ اسی لیے معاصر اردو نثری نظم کی ادبی حیثیت کا کوئی بھی جامع مطالعہ اس ڈیجیٹل تناظر کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔

نظریاتی پس منظر (Theoretical Framework)

کسی بھی ادبی صنف کی ادبی حیثیت کا تعین محض اس کی ہیئتی خصوصیات یا تخلیقی نمونوں کی بنیاد پر نہیں کیا جاتا بلکہ اس امر کو بھی پیشِ نظر رکھا جاتا ہے کہ وہ صنف اپنے عہد کے ادبی، سماجی اور ثقافتی نظام میں کس مقام کی حامل ہے۔ جدید ادبی تنقید میں یہ تصور بڑی حد تک تسلیم کیا جا چکا ہے کہ ادب ایک جامد حقیقت نہیں بلکہ ایک متحرک سماجی و ثقافتی عمل (Dynamic Socio-cultural Process) ہے، جس کی تشکیل میں تخلیق کار، قاری، ناقد، اشاعتی ادارے، جامعات اور ابلاغی ذرائع سب شریک ہوتے ہیں۔ اسی بنیاد پر زیرِ نظر تحقیق میں معاصر اردو نثری نظم کی ادبی حیثیت کا جائزہ محض متنی (Textual) سطح تک محدود نہیں رکھا گیا بلکہ اسے اس کے ادبی، سماجی، ثقافتی اور ابلاغی تناظر میں بھی سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اس تحقیق کی پہلی نظریاتی بنیاد ادبی قبولیت (Literary Acceptance) کا تصور ہے۔ کسی ادبی صنف کی قبولیت صرف اس کی فنی مضبوطی یا جمالیاتی معیار پر منحصر نہیں ہوتی بلکہ اس امر پر بھی منحصر ہوتی ہے کہ ادبی ادارے، ناقدین، ادبی جرائد، جامعات، ممتاز تخلیق کار اور قارئین اسے کس حد تک قبول کرتے ہیں۔ ادبی تاریخ اس حقیقت کی شاہد ہے کہ متعدد اصناف ابتدا میں شدید مخالفت کا شکار رہیں، لیکن تخلیقی فعالیت، تنقیدی مکالمے اور ادبی روایت میں مسلسل موجودگی کے باعث بالآخر مستقل ادبی مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہوئیں۔ آزاد نظم اور نثری نظم دونوں اسی ارتقائی عمل کی نمایاں مثالیں ہیں۔ اسی لیے اس تحقیق میں معاصر اردو نثری نظم کی ادبی حیثیت کے تعین میں ادارہ جاتی اور تخلیقی قبولیت کو ایک بنیادی اشاریہ تصور کیا گیا ہے۔

دوسرا اہم نظری تصور ادبی میدان (Literary Field) ہے۔ معاصر دور میں ادب کی تشکیل اب صرف کتابوں، ادبی رسائل اور روایتی انجمنوں تک محدود نہیں رہی بلکہ آن لائن جرائد، سوشل میڈیا، ادبی ویب سائٹس، برقی آرکائیوز اور ڈیجیٹل پلیٹ فارم بھی ادبی مکالمے کی تشکیل میں مؤثر کردار ادا کر رہے ہیں۔ اس تبدیلی نے ادبی اختیار (Literary Authority) کے روایتی مراکز کو وسعت دی ہے۔ اب ادبی مکالمہ صرف مدیر، ناشر یا ادبی انجمن کے ذریعے تشکیل نہیں پاتا بلکہ شاعر، ناقد اور قاری کے درمیان براہِ راست تعامل بھی اس کا حصہ بن چکا ہے۔ معاصر اردو نثری نظم کی تخلیقی سرگرمی اور ادبی قبولیت کو سمجھنے کے لیے اس نئے ادبی میدان کا مطالعہ ناگزیر ہے۔

تیسری نظریاتی بنیاد اظہار کی جمہوریت (Democratization of Expression) کا تصور ہے۔ ماضی میں اشاعت کے محدود ذرائع کے باعث بہت سے تخلیق کار اپنی تحریروں کو وسیع حلقۂ قارئین تک نہیں پہنچا سکتے تھے، لیکن سوشل میڈیا اور آن لائن پلیٹ فارموں نے اس صورتِ حال کو بنیادی طور پر تبدیل کر دیا ہے۔ اب ہر شاعر کو یہ امکان حاصل ہے کہ وہ اپنی تخلیق براہِ راست قارئین کے سامنے پیش کرے اور فوری ردِّ عمل حاصل کرے۔ اگرچہ اس عمل کے نتیجے میں غیر معیاری تحریروں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہے، تاہم اس کے ساتھ ایسے متعدد نئے اور باصلاحیت شعرا بھی سامنے آئے ہیں جنہیں روایتی ادبی اداروں میں جگہ ملنا آسان نہ تھا۔ اس اعتبار سے ڈیجیٹل ذرائع نے نہ صرف اشاعت کے امکانات میں اضافہ کیا بلکہ نثری نظم کے تخلیقی اور سماجی دائرۂ اثر کو بھی وسعت عطا کی۔

ان نظریاتی تصورات کی روشنی میں اس تحقیق کا بنیادی مفروضہ یہ ہے کہ معاصر اردو نثری نظم کی ادبی حیثیت کو صرف عروضی یا ہیئتی مباحث کی روشنی میں سمجھنا کافی نہیں، بلکہ اس کے لیے ان سماجی، ثقافتی اور ابلاغی تبدیلیوں کا مطالعہ بھی ضروری ہے جنہوں نے گزشتہ دو دہائیوں میں اردو ادب کے تخلیقی، اشاعتی اور تنقیدی ماحول کو نمایاں طور پر تبدیل کیا ہے۔ اس حوالے سے شمس الرحمان فاروقی لکھتے ہیں:

> ''جب تک ہم عروض کی بے جا بندشوں سے اپنے کانوں کو آزاد نہ کر لیں، speech rhythm میں نظم کہنا تو بعد کی بات ہے، اپنی شاعری کے موجودہ ساکت و جامد آہنگوں کے حجرہ ہفت بلا سے ہی نکل نہ پائیں گے۔''[۴]

اس نظریاتی پس منظر کی روشنی میں یہ تحقیق اس مؤقف کی تائید کرتی ہے کہ کسی بھی ادبی صنف کی حیثیت کا تعین صرف اس کی داخلی فنی ساخت سے نہیں بلکہ اس کی ادبی قبولیت، تخلیقی فعالیت، سماجی اثر پذیری اور عصری معنویت سے بھی ہوتا ہے۔ معاصر اردو نثری نظم انہی تمام جہات میں ایک فعال، متحرک اور ارتقاپذیر صنف کے طور پر سامنے آتی ہے، جس کی ادبی اہمیت کو سمجھنے کے لیے روایتی تنقیدی پیمانوں کے ساتھ ساتھ معاصر ابلاغی اور ثقافتی تبدیلیوں کو بھی تحقیق کا لازمی حصہ بنانا ضروری ہے۔

روایتی ادبی ادارے اور اردو نثری نظم

کسی بھی ادبی صنف کی معاصر حیثیت کا تعین کرتے وقت یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ اسے ادبی اداروں نے کس حد تک قبول کیا ہے۔ ادبی جرائد، ادبی انجمنیں، حلقہ ہائے اربابِ ذوق، تحقیقی و تنقیدی مجلات اور ممتاز شعرا کسی بھی ادبی روایت کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ یہی ادارے نئی تخلیقات کے لیے ابتدائی پلیٹ

فارم مہیا کرتے ہیں، فنی معیار کے تعین میں حصہ لیتے ہیں اور نئے تخلیقی رجحانات کو ادبی مکالمے کا حصہ بناتے ہیں۔ اس اعتبار سے معاصر اردو نثری نظم کی ادبی حیثیت کو سمجھنے کے لیے ان روایتی ادبی اداروں کا مطالعہ بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔

اردو نثری نظم کی ابتدائی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے فوری طور پر ادارہ جاتی قبولیت حاصل نہیں ہوئی۔ نثری نظم کے بارے میں موجود نظریاتی اختلافات کا اثر ادبی جرائد کی اشاعتی پالیسیوں پر بھی نمایاں تھا۔ کئی مدیر احتیاط سے کام لیتے تھے اور نثری نظم کو محدود پیمانے پر شائع کرتے تھے، جبکہ بعض جرائد اس صنف کے تجربات کو جگہ دینے کے باوجود اسے باقاعدہ ادبی روایت کا حصہ تسلیم کرنے میں محتاط رویہ اختیار کیے ہوئے تھے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ اس وقت تنقیدی بحث کا مرکز خود نثری نظم کا جواز تھا، نہ کہ اس کی فنی قدر و قیمت۔

تاہم بیسویں صدی کے آخری عشروں اور خصوصاً اکیسویں صدی میں یہ صورتِ حال بتدریج تبدیل ہونے لگی۔ دستیاب ادبی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ اردو کے معتبر ادبی جرائد، مثلاً فنون، اوراق، ادبیات، ماہِ نو، بیاض اور دیگر معیاری رسائل، نثری نظم کو باقاعدگی کے ساتھ شائع کرنے لگے۔ اگرچہ ان جرائد میں نثری نظم کی نمائندگی غزل اور آزاد نظم کے مقابلے میں نسبتاً محدود رہی، تاہم اس کی مسلسل اشاعت اس امر کی غماز ہے کہ اسے معاصر اردو شاعری کی ایک قابلِ اعتنا صنف کے طور پر قبول کیا جا چکا تھا۔ اس تبدیلی کو صرف اشاعتی پالیسی کی تبدیلی نہیں بلکہ ادبی رویّوں میں آنے والے تدریجی ارتقا کی علامت بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔ انہی جرائد میں ایک اہم نام سطور کا بھی ہے۔ شمارے سے ایک مثال ملاحظہ ہو:

وبا کے دنوں میں موت کی ریہرسل
ہم اپنی اپنی قبروں میں پڑے سوچتے ہیں
زندگی کی ریاضی میں
فقط نفی کی مشقیں کیوں ہوتی ہیں
ہماری آنکھیں دن بھر دیواروں پر
صرف جنازہ گاہیں پینٹ کرتی رہتی ہیں
اگرچہ ہمارے ساتھ
کسی کی آنکھیں نہیں جائیں گی
نہ کوئی مسکراہٹ
نہ الوداعی بوسہ
کوئی کرفیو جیسی موت بھی مرتا ہے
آج سے پہلے یہ سوال

کہیں پیدا نہیں ہوا تھا۵

اس ضمن میں ادبیات کا کردار خصوصی توجہ کا مستحق ہے۔اس جریدے کے مختلف شماروں میں معاصر نثری نظم کے متعدد نمائندہ شعرا کی تخلیقات شائع ہوئیں، جن سے واضح ہوتا ہے کہ نثری نظم کو محض ایک تجرباتی اظہار کے طور پر نہیں بلکہ معاصر اردو شاعری کی ایک سنجیدہ تخلیقی روایت کے طور پر بھی دیکھا جا رہا تھا۔ان شماروں میں شامل نظموں کے موضوعاتی تنوع سے بھی یہ اندازہ ہوتا ہے کہ نثری نظم جدید انسان کے وجودی، نفسیاتی، سماجی اور تہذیبی تجربات کے اظہار کا ایک مؤثر وسیلہ بن چکی تھی۔یہی متنی شواہد معاصر نثری نظم کی ادبی حیثیت کے نسبتاً معروضی تعین میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ادبیات میں شامل نثری نظموں میں سے ایک مثال ملاحظہ ہو:

نظم

زندگی

ایک غیر ضروری چیز ہے

یا ہمارے خواب، محبت

ایک بے معنی عمل ہے

یا ہر روز کسی کی یاد میں

شکاری کی طرح

چہل قدمی۔٦

اردو نثری نظم کے فروغ میں تسطیر کا کردار خاص اہمیت کا حامل ہے۔دوسرے ادبی جرائد جہاں نثری نظم کو اپنی مجموعی اشاعتی پالیسی کے ایک حصے کے طور پر جگہ دیتے تھے، وہاں تسطیر نے نثری نظم کو اپنی ادبی شناخت کا مرکزی حوالہ بنایا۔اس جریدے کے مدیر نصیر احمد ناصر نے نہ صرف نثری نظم کے فروغ کے لیے مسلسل ادبی سرگرمیاں جاری رکھیں بلکہ ملک کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے متعدد نئے شعرا کو متعارف کرایا،ان کی تخلیقات شائع کیں اور نثری نظم کے گرد ایک فعال تخلیقی حلقہ تشکیل دینے میں اہم کردار ادا کیا۔اس اعتبار سے تسطیر کو معاصر اردو نثری نظم کی روایت میں ایک مؤثر ادبی پلیٹ فارم کی حیثیت حاصل رہی ہے۔

اسی طرح حلقہ ہائے اربابِ ذوق نے بھی نثری نظم کی تنقیدی قبولیت میں اہم کردار ادا کیا۔زیرِ نظر تحقیق میں بالخصوص حلقۂ اربابِ ذوق اسلام آباد اور حلقۂ اربابِ ذوق راولپنڈی کی متعدد ادبی نشستوں اور دستیاب کارروائیوں کا جائزہ لیا گیا۔ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ غزل بدستور سب سے زیادہ پیش کی جانے والی صنف رہی، تاہم نثری نظم بھی مستقل وقفوں سے اجلاسوں میں پیش ہوتی رہی اور اس پر سنجیدہ تنقیدی گفتگو کی جاتی رہی۔دستیاب کارروائیوں سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ نثری نظم کو محض رسمی طور پر شامل نہیں کیا جاتا تھا بلکہ اس کے فنی معیار، علامتی نظام، زبان، ساخت اور موضوعاتی جہات پر تفصیلی اظہارِ خیال کیا جاتا تھا۔کشور ناہید کی صدارت میں منعقد ہونے والی بعض نشستیں بھی اس ادبی رویّے کی اہم مثالیں پیش کرتی ہیں۔

ان شواہد سے مجموعی طور پر یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ معاصر اردو نثری نظم نے روایتی ادبی اداروں میں ایک معقول اور نسبتاً مستحکم مقام حاصل کر لیا تھا۔ اگرچہ اس کی اشاعت کا تسلسل برقرار رہا اور اس کی تنقیدی قبولیت میں بھی اضافہ ہوا، تاہم اس کا تخلیقی پھیلاؤ بڑی حد تک انہی ادبی حلقوں اور مطبوعہ ذرائع تک محدود تھا۔ یہی وہ مرحلہ ہے جہاں سے معاصر اردو نثری نظم کی تاریخ ایک نئے دور میں داخل ہوتی ہے، کیونکہ اکیسویں صدی کے دوسرے عشرے میں ڈیجیٹل ذرائع ابلاغ نے ادبی تخلیق، اشاعت اور ادبی مکالمے کی ساخت کو نمایاں طور پر تبدیل کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ معاصر اردو نثری نظم کی ادبی حیثیت کا جامع مطالعہ صرف روایتی ادبی اداروں تک محدود نہیں رہ سکتا، بلکہ اسے اس نئی ڈیجیٹل ادبی فضا کے تناظر میں بھی دیکھنا ضروری ہے، جہاں اس صنف کی تخلیقی سرگرمی اور اشاعتی وسعت میں نمایاں اضافہ دیکھنے میں آتا ہے۔

ڈیجیٹل عہد اور اردو نثری نظم کی نئی ادبی فضا

اکیسویں صدی کے آغاز کے ساتھ دنیا بھر میں ابلاغ، مطالعہ اور تخلیقی اظہار کے ذرائع میں جو بنیادی تبدیلی رونما ہوئی، اس نے ادب کے نظامِ اشاعت، ادبی روابط اور تخلیقی سرگرمیوں کو بھی نمایاں طور پر متاثر کیا۔ انٹرنیٹ، سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل پلیٹ فارموں نے نہ صرف ابلاغ کی رفتار کو تبدیل کیا بلکہ ادبی تخلیق، اشاعت، تنقید اور قبولیت کے روایتی تصورات کو بھی نئی جہت عطا کی۔ اردو ادب بھی اس تبدیلی سے مستثنیٰ نہیں رہا۔ بالخصوص نثری نظم ان اصناف میں شامل ہے جنہوں نے اس نئے ابلاغی ماحول سے نسبتاً زیادہ استفادہ کیا اور مختصر عرصے میں اپنی تخلیقی موجودگی کو قابلِ توجہ وسعت دی۔

روایتی ادبی نظام میں تخلیق کار اور قاری کے درمیان متعدد ادارہ جاتی مراحل موجود تھے۔ شاعر کی تخلیق پہلے مدیر تک پہنچتی، پھر ادبی جریدے یا ناشر کے انتخاب کے مراحل سے گزرتی، اس کے بعد ادبی حلقوں میں زیرِ بحث آتی اور بالآخر وسیع ادبی حلقوں میں قبولیت حاصل کرتی۔ اس پورے عمل میں ادبی ادارے ایک طرح کے ادبی دروازہ بان (Literary Gatekeepers) کا کردار ادا کرتے تھے۔ کسی نئی صنف یا نئے شاعر کی ادبی شناخت بڑی حد تک انہی اداروں کے فیصلوں سے وابستہ ہوتی تھی۔

ڈیجیٹل عہد نے اس صورتِ حال کو بنیادی طور پر تبدیل کر دیا۔ اب تخلیق کار پہلی مرتبہ اس قابل ہوا کہ وہ مدیر، ناشر یا ادبی انجمن کی وساطت کے بغیر براہِ راست اپنے قارئین سے مخاطب ہو سکے۔ اس تبدیلی نے اشاعت کے عمل کو زیادہ جمہوری (Democratized) بنا دیا اور اظہار کے وہ امکانات پیدا کیے جو مطبوعہ دور میں نسبتاً محدود تھے۔ اسی نئی ادبی فضا میں نثری نظم کی آزاد ساخت، اختصار، داخلی مکالمہ اور فوری ابلاغی صلاحیت نے اسے دیگر کئی شعری اصناف کے مقابلے میں زیادہ موزوں صنفِ اظہار بنا دیا۔

تقریباً 2012ء تک اردو فیس بک پر متعدد فعال ادبی گروہ وجود میں آ چکے تھے جہاں روزانہ کی بنیاد پر شاعری، خصوصاً نثری نظم، تخلیق، اشاعت اور تنقیدی گفتگو کا موضوع بننے لگی۔ ان میں الف (لندن) اور انحراف (اسلام آباد) جیسے ادبی گروہوں کو خصوصی اہمیت حاصل رہی۔ ان گروہوں نے صرف تخلیقات کی اشاعت تک خود کو محدود نہیں رکھا بلکہ نئے شعرا کی حوصلہ افزائی، باہمی تنقید، ادبی مباحث اور تخلیقی مکالمے کی ایسی فضا بھی پیدا کی جس میں نثری نظم کو نمایاں جگہ ملی۔ بہت سے

ایسے شاعر، جنہیں روایتی ادبی جرائد تک رسائی حاصل نہیں تھی، پہلی مرتبہ انہی پلیٹ فارموں کے ذریعے اپنے قارئین تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔

اسی عرصے میں اردو کی آن لائن ادبی دنیا بھی غیر معمولی وسعت اختیار کرنے لگی۔ اردو محفل جیسے ادبی فورم نے اردو زبان و ادب کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔ یہ محض ایک تکنیکی فورم نہیں تھا بلکہ ایک فعال ادبی برادری تھی جہاں ہزاروں اہلِ قلم نے شعر و ادب کی مختلف اصناف میں طبع آزمائی کی، عروض سیکھا، تنقیدی مکالمے میں حصہ لیا اور نثری نظم سمیت جدید شعری رجحانات سے عملی طور پر آشنائی حاصل کی۔ اس فورم نے اجتماعی ادبی تربیت اور تخلیقی تعامل کی ایک ایسی مثال پیش کی جو روایتی مطبوعہ ماحول سے کئی حوالوں سے مختلف تھی۔

اسی دوران اردو پوائنٹ، ریختہ اور دیگر ادبی ویب سائٹس نے اردو ادب کے برقی ذخیرے (Digital Archive) کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔ بالخصوص ریختہ نے مطبوعہ کتابوں، ادبی جرائد اور شعری مجموعوں میں منتشر اردو ادب کو منظم ڈیجیٹل آرکائیو کی صورت میں محفوظ کیا، جس سے کلاسیکی اور جدید ادب تک رسائی میں نمایاں آسانی پیدا ہوئی۔ اسی کے ساتھ معاصر نثری نظم کو بھی ایک وسیع تر ادبی تناظر میں پڑھنے، تقابل کرنے اور سمجھنے کے امکانات میسر آئے۔ اس اعتبار سے ڈیجیٹل دنیا صرف نئی تخلیقات کی اشاعت تک محدود نہیں رہی بلکہ اس نے اردو ادب کی اجتماعی ادبی یادداشت (Collective Literary Memory) کے تحفظ میں بھی اہم کردار ادا کیا۔

یہ تمام شواہد اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ معاصر اردو نثری نظم کی ادبی سرگرمی کا مرکز بتدریج روایتی ادبی اداروں سے نکل کر ایک وسیع ڈیجیٹل ادبی فضا تک پھیلنے لگا۔ تاہم یہاں ایک اہم امتیاز ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ یہ کہنا درست نہیں ہوگا کہ روایتی ادبی جرائد یا ادبی اداروں کی اہمیت ختم ہو گئی ہے، بلکہ زیادہ درست بات یہ ہے کہ اب وہ نثری نظم کی ادبی قبولیت کے واحد مراکز نہیں رہے۔ ان کے ساتھ ساتھ ایک نئی ادبی فضا بھی وجود میں آ چکی ہے جہاں تخلیق، اشاعت، تنقید، مکالمہ اور ادبی قبولیت کے نئے پیمانے تشکیل پا رہے ہیں۔

اسی تناظر میں زیرِ نظر تحقیق کا بنیادی استدلال سامنے آتا ہے کہ معاصر اردو نثری نظم کی ادبی حیثیت کا تعین صرف روایتی ادارہ جاتی شواہد کی بنیاد پر نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ایسا کیا جائے تو معاصر ادبی منظر نامے کا ایک اہم حصہ تحقیق کی نگاہ سے اوجھل رہ جائے گا۔ گزشتہ ڈیڑھ دہائی کے دوران نثری نظم کی تخلیقی سرگرمی، نئے شعرا کی آمد، نئے قارئین کی تشکیل اور ادبی مکالمے کا ایک بڑا حصہ ڈیجیٹل پلیٹ فارموں پر منتقل ہوا ہے۔ اسی لیے معاصر اردو نثری نظم کی ادبی حیثیت کا جائزہ لیتے وقت ادبی اختیار (Literary Authority) اور ادبی قبولیت (Literary Acceptance) کے بدلتے ہوئے مراکز کو بھی تحقیق کا لازمی حصہ بنانا ضروری ہے۔ نثری نظم کی ادبی حیثیت کے حوالے سے ناصر عباس نیّر لکھتے ہیں:

> "نثری نظم ہمیں ایک روزمرہ بنانے کی تحریک دیتی ہے اور ہم نیا روزمرہ اس وقت تصور میں لا سکتے ہیں جب اشیا کے ادراک کے تضاد مخالف پر مبنی طریق کار سے ہٹ کر ایک نیا طریق کار اختیار کریں۔ یہ مشکل اور اجنبی ضرور ہے ناممکن نہیں۔ ۷"

اس تناظر میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ڈیجیٹل عہد نے صرف نثری نظم کی اشاعت کے ذرائع میں اضافہ نہیں کیا بلکہ اس کی ادبی حیثیت کے تعین کے پیمانوں کو بھی نئے

صورت عطا کی ہے۔ یہی تبدیلی اس تحقیق کے مرکزی استدلال کی بنیاد بنتی ہے اور معاصر اردو نثری نظم کے مطالعے میں ایک نئی تنقیدی جہت کی نشاندہی کرتی ہے۔

نتائج وسفارشات

زیرِ نظر تحقیق سے یہ حقیقت نمایاں طور پر سامنے آتی ہے کہ معاصر اردو نثری نظم اپنی ادبی شناخت کے ارتقائی سفر میں ایک ایسے مرحلے تک پہنچ چکی ہے جہاں اس کے جواز اور شعری حیثیت سے متعلق روایتی مباحث اپنی سابقہ شدت کھو چکے ہیں۔ معاصر ادبی منظر نامے میں نثری نظم کو اب محض ایک تجرباتی یا حاشیائی صنف کے طور پر نہیں دیکھا جاتا بلکہ اسے اردو شاعری کی ایک فعال، متحرک اور مسلسل ارتقاپذیر صنف کی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔ اس تحقیق سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ معاصر نثری نظم کی ادبی حیثیت کا تعین صرف اس کی ہیئتی یا فنی خصوصیات کی بنیاد پر نہیں کیا جا سکتا، بلکہ اس کے اشاعتی نظام، ادبی قبولیت، سماجی اثرات اور معاصر ابلاغی ذرائع کو بھی اس ضمن میں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

تحقیق کے دوران ادبی جرائد، حلقہ ہائے اربابِ ذوق، ممتاز شعرا، معاصر تخلیق کاروں، آن لائن ادبی ذرائع اور سوشل میڈیا کے مطالعے سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ گزشتہ دو دہائیوں میں نثری نظم کی تخلیقی سرگرمی میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ اگرچہ روایتی ادبی اداروں میں اس کی نمائندگی غزل اور آزاد نظم کے مقابلے میں اب بھی نسبتاً محدود ہے، تاہم اس کی موجودگی مسلسل اور مؤثر ہے۔ اس سے زیادہ اہم حقیقت یہ سامنے آئی کہ نثری نظم کی تخلیقی توانائی کا ایک بڑا حصہ اب روایتی اشاعتی مراکز کے بجائے ڈیجیٹل ادبی فضا سے وابستہ ہو چکا ہے۔

اس تحقیق کا بنیادی استنتاج یہ ہے کہ معاصر اردو نثری نظم کی ادبی حیثیت کو سمجھنے کے لیے ڈیجیٹل عہد کو محض ایک ذریعۂ اشاعت کے طور پر نہیں بلکہ ایک نئے ادبی ماحولیاتی نظام (Literary Ecosystem) کے طور پر دیکھنا چاہیے۔ فیس بک، آن لائن ادبی جرائد، ادبی ویب سائٹس، فورمز اور برقی ادبی ذخائر نے نثری نظم کی تخلیق، اشاعت، تنقید اور ادبی قبولیت کے پورے نظام کو نئی جہت عطا کی ہے۔ اس تبدیلی نے نہ صرف نئے تخلیق کاروں کو سامنے آنے کا موقع فراہم کیا بلکہ قاری کو بھی ادبی عمل کا زیادہ فعال شریک بنا دیا ہے۔

تحقیق سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ معاصر اردو نثری نظم موضوعاتی اور جمالیاتی دونوں اعتبار سے وسعت اختیار کر چکی ہے۔ وجودی اضطراب، شناخت کا بحران، شہری زندگی، ہجرت، یاد، نسائی شعور، شخصی تاریخ، نفسیاتی کشمکش اور ڈیجیٹل عہد کے انسانی تجربات اس صنف کے نمایاں موضوعات بن چکے ہیں، جبکہ علامتی اظہار، معنوی تکثیف، داخلی مکالمہ، روزمرہ زبان کی شعری تشکیل اور تخلیقی ابہام نے اس کی جمالیاتی شناخت کو مزید مستحکم کیا ہے۔ ان تمام عناصر سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ نثری نظم جدید انسان کے پیچیدہ تجربات کو مؤثر اور بامعنی انداز میں بیان کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

اس تحقیق کی روشنی میں سفارش کی جاتی ہے کہ آئندہ اردو ادب کی تنقید میں نثری نظم کا مطالعہ صرف عروضی یا ہیئتی مباحث تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ اسے معاصر سماجی، ثقافتی اور ابلاغی تبدیلیوں کے تناظر میں بھی دیکھا جائے۔ اسی طرح جامعات میں نثری نظم پر ہونے والی آئندہ تحقیقات میں ڈیجیٹل ادبیات، آن لائن ادبی برادریوں، قاری کے بدلتے ہوئے کردار، برقی اشاعتی نظام اور ڈیجیٹل ادبی آرکائیوز جیسے موضوعات کو بھی شامل کیا جانا چاہیے، کیونکہ مستقبل کی ادبی تاریخ میں

ان عوامل کی اہمیت مزید بڑھنے کا امکان ہے۔

اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ آن لائن ادبی مواد کو محض غیر رسمی یا عارضی تحریروں کے طور پر نظرانداز نہ کیا جائے بلکہ اس کی باقاعدہ درجہ بندی، تدوین، تحفظ اور تنقیدی مطالعے کا اہتمام کیا جائے۔ جس طرح گزشتہ صدی کے ادبی رسائل آج اردو ادب کی تاریخ کے بنیادی مآخذ شمار ہوتے ہیں، اسی طرح موجودہ صدی کے ڈیجیٹل پلیٹ فارم مستقبل میں اردو ادب کی تاریخ نویسی کے اہم مآخذ ثابت ہو سکتے ہیں۔

آخر میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ معاصر اردو نثری نظم نے نہ صرف اپنی شعری حیثیت کو مستحکم کیا ہے بلکہ بدلتے ہوئے تہذیبی اور ابلاغی ماحول میں اپنے لیے ایک نئی ادبی فضا بھی تشکیل دی ہے۔ اس کی ادبی حیثیت کا تعین اب اس بنیاد پر نہیں کیا جاتا کہ آیا اسے نظم تسلیم کیا جائے یا نہیں، بلکہ اس بنیاد پر کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے عہد کے انسانی تجربے کو کس حد تک فنی گہرائی، جمالیاتی تاثیر اور تخلیقی صداقت کے ساتھ پیش کرنے میں کامیاب ہوتی ہے۔ اسی تناظر میں زیرِ نظر تحقیق اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ معاصر اردو نثری نظم کی ترقی اور ادبی استحکام کو سمجھنے کے لیے ڈیجیٹل ادبی فضا کو تحقیق کا لازمی جزو تسلیم کرنا ناگزیر ہے، کیونکہ یہی وہ بنیادی تبدیلی ہے جس نے اکیسویں صدی میں نثری نظم کی تخلیقی نمو، ادبی قبولیت اور سماجی معنویت کو ایک نئی جہت عطا کی ہے۔

حوالہ جات

1. ناصر، نصیر احمد، نثری نظم کا تخلیقی جواز (مضمون) مشمولہ ادبیات، اکادمی ادبیات، اسلام آباد ۲۰۰۷۔۲۰۰۸، ص ۲۶۶۔
2. ناگی، انیس، نثری نظم یا شاعری (مضمون) مشمولہ نثری نظم اصول حمایت اختلاف اور روایت، فکشن ہاوس، لاہور ۲۰۲۰، ص ۵۲،۵۱۔
3. یعقوب، قاسم، نظم کی روایتی تنقید اور نثری نظم (مضمون) مشمولہ تنقید کی شعریات پورب اکادمی اسلام آباد ۲۰۱۴، ص ۳۰،۲۹۔
4. عمران، سدرہ سحر، وبا کے دنوں میں موت کی ریہرسل (نظم) مشمولہ سطور جویریا پرنٹنگ پریس، ملتان ۲۰۲۲، ص ۱۴۴
5. فاروقی، شمس الرحمان، لفظ و معنی، نیشنل آرٹ پرنٹرس، آلہ آباد ۱۹۶۸، ص ۴۷۔
6. ذی شان، ساحل، نظم، ادبیات، اکادمی ادبیات اسلام آباد ۲۰۰۷۔۲۰۰۸, ص ۷۹۔
7. ایضا، ص ۳۱۷۔